بغیر علم کے فتویٰ دینا
شرک سے بڑا گناہ۔۔!!

از: عائشہ أمۃ النور بنت جمیل الدین

بغیر علم کے فتویٰ دینا شرک سے بڑا گناہ۔۔!!

موضوع کی وضاحت سے پہلے لفظ "فتویٰ / افتاء" کے معنی و مفہوم سے واقفیت ضروری ہے، اکثر نادان ولا علم لوگ فتویٰ کے معنی و مفہوم سے واقفیت کے بغیر ہی اس میدان میں اتر آتے ہیں۔۔ جس کی سنگینی اور مسئولیت کا اُنہیں احساس تک نہیں ہے۔

- لفظِ افتاء کی لغوی تعریف: "الإبانة" کے ہیں، یعنی کسی چیز کو واضح (ظاہر) کرنا۔
- فتویٰ / افتاء کا معنی و مفہوم: "سائل کو درپیش کسی مسئلہ سے متعلق شرعی دلیل کی بنیاد پر اللہ تعالی کے حکم کی خبر دینا افتاء کہلاتا ہے۔"[1]

فتویٰ کی منزلت اور اس کی سنجیدگی:

فتوی دینا کوئی آسان معاملہ نہیں ہے، کیونکہ فتوی دینا ایک سنجیدہ معاملہ ہے اور دین میں اس کی بڑی منزلت ہے۔ مفتی (فتوی دینے والا) دراصل شرعی مسائل کی وضاحت اور بیان کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوتا ہے۔ اور مفتی اللہ رب العزت کی جانب سے موقع (دستخط کرنے والا، مہر لگانے والا) کی حیثیت رکھتا ہے۔

ابن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**العالم موقع بين الله وبين خلقه فلينظر كيف يدخل بينهم**"

عالم دراصل اللہ تعالی اور اس کی مخلوق کے درمیان موقع (دستخط کرنے والا) ہوتا ہے پس وہ دیکھے کہ وہ ان کے درمیان کیسے داخل ہوتا ہے۔

---

١ ۔ الفتيا ومناهج الإفتاء لمحمد سليمان عبد الله الاشقر : ٩-٨

فتوی دینے والے کو ایسا موقف اختیار کرنا چاہیے جو کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہو، اگر کسی مسئلے میں تضاد ہو تو اسے وہی موقف اختیار کرنا چاہیے جو اس معاملے میں سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ صحیح ہو۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب مفتی اس مسئلہ سے متعلق تحقیق میں اپنی پوری محنت و کوشش صرف کر دے۔

اور مفتی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ جو (موقف) چاہے لے اور جو چاہے ترک کر دے!

امام نووی رحمہ اللہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:"ليس للمفتي والعامل في مسألة القولين أن يعمل بما شاء منهما بغير نظر، بل عليه العمل بأرجحهما۔"

اگر کسی مسئلے میں دو قول ہو تو مفتی اور عامل کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جس پر چاہے عمل کریں بغیر غور و فکر کے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اس موقف پر عمل کرے جو زیادہ راجح ہو۔[۲]

فتوٰی دینے کے بعض شروط:

۱۔ مفتی (اس مسئلے کا) حکم کو جاننے والا ہو۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اس پر فتوی دینا حرام ہے اس لیے کہ بغیر علم کے جہالت کی بنیاد پر فتوی دینا ایسی صورت میں وہ خود بھی گمراہ نیز دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہو گا۔

۲۔ جس مسئلے سے متعلق فتوی طلب کیا جا رہا ہے وہ در پیش مسئلہ ہو۔

۳۔ مفتی فتوی دیتے ہوئے کسی کی شر سے نہ ڈرتا ہو۔ وغیرہ۔[۳]

۲۔ اسلام ویب : خطورة الفتوى وما يجب على الناظر في الفتاوى : رقم السؤال : ١٠٠١٦٣

۳۔ الفتيا ومناهج الإفتاء لمحمد سليمان عبد الله الاشقر : ١٤

بغیر علم کے فتویٰ دینا شرک سے بڑا گناہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [4]

ترجمہ: "فرمادیں کہ میرے رب نے تو صرف بے حیائیوں کو حرام کیا ہے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں، گناہ اور ناحق زیادتی کو، اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، اور یہ کہ تم اللہ کے ذمے وہ بات لگاؤ جو تم نہیں جانتے۔"

❖ ۱۔ آیت کے اس ٹکڑے ﴿وأن تقولوا على الله ما لا تعملون﴾ کی تفسیر میں امام المفسرین ابن جریر الطبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"(اس سے مراد:) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہو، یا جن کا حکم دیا ہو، یا جن کو مباح کیا ہو اس کے علم کے بغیر کسی چیز کو اللہ کی طرف منسوب کر کے حرام، واجب یا مباح کہنا، مسئلہ کی حقیقت کو جانے بغیر جہالت کی بنیاد پر اپنی بات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دینا ہے۔" [5]

❖ ۲۔ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ اور فیصلوں میں بغیر علم کے بات کرنے کو حرام قرار دیا ہے بلکہ اس کو سب سے بڑی حرمت قرار دیا ہے۔ (پھر آیت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اس آیت میں محرمات کو چار مراتب میں مرتب کیا گیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے محرمات کو ذکر کرنے میں سب سے

٤۔ سورة الأعراف : ٣٣

٥۔ تفسير الطبري : مذکورہ آیت کی تفسیر

آسان چیز سے ابتدا کیا جو کہ فحش (بے حیائی) ہے، پھر اس کا ذکر کیا جو اس سے زیادہ حرام ہے جو کہ گناہ اور ظلم ہے، پھر تیسرے درجے پر اس سے زیادہ حرام چیز کا ذکر کیا جو اس کے ساتھ شرک کرنا ہے، پھر ان سب چیزوں سے زیادہ حرام چیز کا ذکر کیا جو کہ "اس کے بارے میں بغیر علم کے بولنا" ہے، اس میں اُس کے نام، صفات، اعمال، دین اور شریعت کے بارے میں بات کرنا سب شامل ہے۔"

نیز آپ رحمہ اللہ ﴿وأنْ تَقُولُوا عَلى اللَّهِ ما لا تَعْلَمُونَ﴾ اس آیت کے فوائد ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی بات کہنا تو یہ ان ممنوعات میں سب سے سخت اور سب سے بڑا گناہ ہے، اسی لیے اسے حرام چیزوں کے چوتھے درجے میں ذکر کیا گیا جن پر شریعت کا اتفاق ہے اور یہ کسی بھی حالت میں جائز نہیں، بلکہ ہر صورت میں حرام ہے اور یہ مردہ جانوروں، خون اور خنزیر کے گوشت کی حرمت کی طرح نہیں ہے جو ایک حالت (اضطرار) میں جائز ہیں اور دوسری حالت میں نہیں۔"[٦]

❖ ٣۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ (١٣٧٦ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ "یعنی اس کے اسماء وصفات، افعال اور اس کی شریعت کے بارے میں لاعلمی پر مبنی بات کہنا۔ ان تمام امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور بندوں کو ان میں مشغول ہونے سے روکا ہے کیونکہ یہ امور مفاسدِ عامہ اور مفاسدِ خاصہ پر مشتمل ہیں اور یہ امور ظلم و تعدی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں جسارت و جرأت کے

٦۔ تفسیر ابن القیم: مذکورہ آیت کی تفسیر

موجب، اللہ تعالیٰ کے بندوں پر دست درازی اور اللہ تعالیٰ کے دین اور شریعت میں تغیر و تحریف کا باعث ہیں۔"[7]

نیز سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ، مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[8]

ترجمہ: "اور اپنی غلط بیانی کی وجہ سے اسے مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ یقیناً جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔ بہت تھوڑا فائدہ ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

❖ ۱۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷٦ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے اور افترا پردازی کرتے ہوئے خود اپنی طرف سے حلال اور حرام کے ضابطے نہ بناؤ۔"[9]

❖ ۲۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

"پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے احکام کے بارے میں جھوٹ بولنے اور جس چیز سے منع نہیں کیا اس کے بارے میں یہ کہنے سے خبردار کیا کہ "یہ حرام ہے" اور جس کی اجازت نہیں دی اس کے بارے میں کہ "یہ جائز ہے"۔

اور بعض سلف نے فرمایا: تم میں سے ہر کسی کو یہ کہنے سے ڈرنا چاہیے کہ: اللہ نے فلاں چیز کو حلال کیا، اور فلاں چیز کو حرام قرار دیا۔! اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے کہ: تم نے جھوٹ کہا، میں

۷۔ تفسير السعدي : مذکورہ آیت کی تفسیر
۸۔ سورة النحل : ١١٦-١١٧
۹۔ تفسير السعدي : مذکورہ آیت کی تفسیر

نے فلاں چیز کو حلال نہیں کیا، اور فلاں چیز کو حرام نہیں کیا۔ کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بغیر دلیل و معرفت کے فقط تقلید یا تاویل کی بنیاد پر کسی چیز کو حلال یا حرام کہے۔ [10]

موجودہ دور کا حالتِ زار:

مذکورہ آیات اور ان کی تفاسیر سے فتویٰ دینے کی اہمیت، نیز بغیر علم کے فتویٰ دینے کا انجام واضح ہوتا ہے۔ نیز اس کی سنگینی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس حق کو اگر صحیح طریقے سے ادانہ کیا جائے تو اس عمل کو "شرک سے بڑا گناہ" قرار دیا گیا۔!

مگر آج کے دور میں عوام وخواص، خاص طور پر اہل علم کی ایک بڑی تعداد اس عظیم گناہ میں ملوث ہے (الا ماشاء اللہ)۔ بطورِ خاص سوشل میڈیا میں شرعی مسائل کی وضاحت اور اس کے احکام بیان کرنے میں اکثر لوگ بڑی جلدی کرتے ہیں، نیز افسوس کے ساتھ یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس میدان خواتین پیش پیش نظر آتی ہیں۔۔۔ خاص طور پر خواتین کے مخصوص مسائل، نیز دیگر فقہی مسائل بیان کرنے میں عجلت آج ایک معمولی بات بن گئی ہے۔ جبکہ فقہی مسائل بیان کرنے میں تحقیق، اختلافات کا علم، مطالعہ و مراجعہ، محل الخلاف، اقوال علماء، کتاب و سنت سے موافقت، اقرب إلی الصواب، اور ثمرۃ الخلاف وغیرہ۔۔ ان تمام چیزوں کی رعایت ضروری ہوتا ہے۔ مگر آج اکثر لوگ بلکہ طلاب علم کی ایک بڑی جماعت شرعی مسائل کی تحقیق و معرفت کے لئے صرف "گوگل سے حاصل کی جانے والی فوری معلومات" کو اپنے لیے کافی سمجھتے ہیں اور جو نتیجہ اس سے حاصل ہوتا ہے اسی کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کردیتے ہیں۔ (نسأل اللہ السلامۃ)

۱۰۔ تفسیر ابن القیم: سورۃ الأعراف: ۳۳

اس فتنے کے ظہور کے بعض اسباب:

۱۔ اخلاص کمی

۲۔ مسئولیت کے خوف سے مامون ہونا

۳۔ علم کی حقیقی معرفت کا فقدان

۴۔ عجب پسندی

۵۔ علماء سے علم حاصل نہ کرنے کا نتیجہ

٦۔ شہرت کی لَت

۷۔ شرعی مسائل کو معمولی سمجھنا

۸۔ دنیا پرستی

۹۔ جہالت

۱۰۔ ریاکاری، وغیرہ۔

فتویٰ دینے میں جلد بازی:

ہر مسئلہ پر فتویٰ دینے میں جلدی کرنا یہ حقیقی مفتی یا طالب علم، اہل علم کی علامت نہیں ہے، بلکہ ایسا کرنا تصدر ہے۔ نیز ایسے لوگوں کو علماء نے "پاگل" قرار دیا ہے جو ہر مسئلہ میں بولنے لگ جائے۔

صحابہ کرام اور اسلاف کی ایک بڑی جماعت سے ہمیں کئی مثالیں ایسی ملتی ہیں جہاں ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو وہ جواب میں "لا أدري" کہہ دیتے، بلکہ "لا أدري" کہنا بھی نصف العلم ہے اور اس کے کئی فوائد ہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" بصیرت کے بغیر فتویٰ نہ دیں، اگر آپ کو جواب نہیں معلوم ہے تو کسی دوسرے کی طرف رہنمائی کر دیں جن کے بارے میں آپ کو لگے کہ وہ آپ سے بہتر حق بات کو جانے ہوں، یا یہ کہہ دیں کہ مجھے تھوڑا مہلت دیں یہاں تک کہ میں دلائل کا مراجعہ اور مسئلہ پر غور و فکر اور تحقیق کر لوں۔ پھر جب آپ دلائل کی بنیاد پر مسئلہ کے صحیح حل پر مطمئن ہو جائیں تو جو کچھ آپ پر حق واضح ہوا ہے اس کے ذریعے فتویٰ دیں۔"

نیز امام مالک رحمہ اللہ کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" امام مالک رحمہ اللہ تھوڑے ہی مسائل پر فتوی دیا کرتے تھے، اور اکثر مسائل کو یہ کہہ کر رد کر دیا کرتے تھے کہ: "لا أدري"۔ اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا بھی یہی حال رہا ہے۔ یہ طالب علم کی مناقب میں سے ہے کہ وہ جلد بازی نہ کرے، اور جو بات وہ نہیں جانتا ہے وہاں لا أدري کہے۔"[11]

اس مسئلہ کا حل:

۱۔ اخلاص کو مقدم رکھنا

۲۔ مسئولیت کا خوف

۳۔ طالبِ علم نے سچائی کو لازم پکڑنا

۴۔ علمی امانات میں خیانت نہ کرنا

۵۔ قول کو قائل کی طرف منسوب کرنا

۱۱۔ تلخیص : مجموع فتاوى ومقالات الشيخ ابن باز رحمه الله : ۷/۲۴۵

٦۔ کبار علماء سے جڑے رہنا

۷۔ آخرت کی فکر

۸۔ علمِ یقین کی بنیاد پر بولنا

۹۔ جلد بازی نہ کرنا

۱۰۔ فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ہر عمل انجام دینا

۱۱۔ گہرا مطالعہ و تحقیق

۱۲۔ لاعلمی کی صورت میں علم اہل کی طرف رجوع کرنا

۱۳۔ لاعلمی کی صورت میں "لا أدري" کہنا

۱۴۔ عجب پسندی اور حسد سے اجتناب

۱۵۔ شہرت کی طلب کا نہ ہونا، وغیرہ۔۔۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شرعی مسائل کو دقت نظری سے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، نیز بغیر علم کے کچھ بھی کہنے سے محفوظ رکھے۔۔ آمین یارب العالمین۔

از: عائشہ أمۃ النور بنت جمیل الدین